امام اعظم ابو حنیفہؒ اور علم حدیث

ایک وسیع علمی جائزہ اور مستحکم شواہد

اخوندزادہ عبدالقیوم فاضل دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک
صدر مدرس و مفتی اظہار الاسلام چکوال

سیدنا امام الائمہ، سراج الامۃ سید الفقہاء، محدث کبیر حافظ حدیث امام اعظم حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت کے اوصاف مخصوصہ علم و عمل، زہد و تقویٰ، ریاضت و عبادت اور فہم و فراست کی طرح آپ کی شان محدثیت، حدیث دانی۔ اور حدیث فہمی بھی تمام اہل ایمان میں مسلّم اور ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔

تعصب کی بدترین مثال | مگر دنیا میں علمی طور پر تعصب اور تعنّت کی اس سے بدترین مثال شاید ہی کوئی اور ہو کہ بعض ناعاقبت اندیش افراد سراج الائمہ امام ابو حنیفہؒ (جو صرف محدث ہی نہیں بلکہ اکابرین ملت کے بیان کے تحت "من ائمۃ الحدیث" اور بعض کے قول کے مناسب "من کبار المجتہدین فی الحدیث" اور بعض کے نزدیک "من ائمۃ الحدیث والفقہ") اور ان کے اصحاب کے خلاف عرصۂ دراز سے متعفّن اکاذیب کو جدید سانچہ میں ڈال کر خلاف واقعہ اور بے بنیاد الزامات قائم کرکے ان کی اشاعت و تبلیغ اور اس مبارک فریضۂ منصبی کی ادائیگی کیلئے متحدہ محاذ قائم کئے ہوئے ہیں۔ اور یہ اس حقیقت کے قطعاً خلاف نہیں کہ جو شخصیت جس قدر باکمال اور مقبول عند اللہ ہوتی ہے۔ اسی تناسب سے اس کے حاسدوں کی تعداد بھی زیادہ ہوتی ہے۔

ابن تینؒ شارح بخاری نے امام ابو حنیفہ پر امام بخاری کے اعتراض کے سلسلہ میں بالکل درست فرمایا ہے کہ "لا یرمی شجرٌ الا ذو ثمرٍ" خود امام صاحبؒ کی زندگی میں جب حاسدوں کی طرف سے آپ کو کوئی رنج پہنچتا تو فرماتے۔

ان یحسدونی فانی غیر لائمہم ۔۔۔ قبلی من الناس اہل العقل قد حسدوا
فدام لی ولہم مابی ومابہم ۔۔۔ ومات اکثرنا غیظاً بما یجدوا

امام ابو حنیفہؒ پر اعتراضات | مخالفین کے جملہ اعتراضات کا مرجع اور خلاصہ تین امور ہیں۔

ا۔ قلت حدیث کا الزام۔ بعض اہل ہوا، کوتاہ بین اور بے بصیرت افراد امام ابو حنیفہ سے حسد اور بغض و عداوت،

ان کے مدارک علیہ سے جہالت اور ناواقفیت کی بناء پہ تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ابوحنیفہ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں

۲۔ فقہ اور رائے کی طرف ان کا انتساب۔

۳۔ قیاس ورائے کو حدیث پر ترجیح دینا۔

اولاً ہم نہایت اختصار کے ساتھ اعتراضِ اوّل کی رو سے میں علمِ حدیث اور فنِ روایت و درایت میں امامِ اعظم امام ابوحنیفہ کا رتبہ بلند مقام، آپ کی شانِ محدثیت، حدیث دانی اور حدیث فہمی، ٹھوس دلائل اور مستحکم شواہد کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

ابن حجر مکیؒ کا اعلان | علم حدیث میں امام اعظم کی کمال دسترس پر اس سے بڑھ کر اور کیا سند ہوسکتی ہے۔ کہ اُن کا بیان فرمودہ ہر مسئلہ حدیث نبوی کے موافق اور ہر حکم سنتِ رسولؐ کے مطابق ہے۔ آج تک کوئی یہ ثابت نہیں کرسکا کہ امام اعظم کا بیان کردہ فلاں مسئلہ حکم حدیث کے خلاف تھا۔ علامہ ابن حجر مکیؒ دعوٰی سے کہتے ہیں: "امام صاحب نے کبھی بھی اپنے مسلک کیطرف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلاشبہ اشارۂ مناصی کے دعوت نہیں دی۔"

(از مقدمۂ اوجز المسالک وخیرات الحسان)

یقیناً اتنے بڑے کام اور اس قدر بلند مقام کے لائق ایسی ہی شخصیت ہوسکتی ہے جسے منشاءِ رسالت معلوم کر کے روایات میں تطبیق اور اگر تطبیق ممکن نہ ہو تو سند کی قوت وضعف اور دیگر اصولِ درایت کے اعتبار سے فیصلہ کرنے پر عبورِ تام حاصل ہو۔ منشاءِ وحی اور مزاجِ رسالت کو پہچانتا ہو۔ روایات کے تمام طرق پر حاوی درایت کے کامل اصولوں پر محیط اور راویوں کے تمام حالات پر ناقدانہ نظر رکھتا ہو۔

ایک علمی جائزہ اور ضروری تجزیہ | امام عالی مقام کی علمی خوبیوں، علم حدیث میں فضل وتفوّق اور مرتبۂ علیا، فنِ روایت و درایت میں مہارت اور عظمت وامامت، علمِ فقہ میں فضل وتقدم، فوق العادۃ علم وبصیرت، فہم وفراست حزم واحتیاط، اخلاص ومحبت اور جلالتِ شان معلوم کرنے کیلئے آپ کی درسگاہ، نصابِ تعلیم، شیوخ واساتذہ، جلیل القدر تلامذہ اور اُمتِ مسلمہ کی شہادت کا ایک علمی جائزہ اور ضروری تجزیہ ایک ناگزیر حقیقت ہے۔

امام صاحب کی درسگاہ | سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ کی درسگاہ "کوفہ" تھی جس کے سرپرست حضرت علیؓ اور صدر مدرس حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اہلِ کوفہ حضرت علیؓ کے خلیفہ ہونے سے پیشتر بھی علمِ حدیث رکھتے تھے۔ (منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۳۹)

اہلِ کوفہ حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت عبداللہ بن مسعود حضرت حذیفہ، حضرت عمار حضرت ابوموسیٰ الاشعری جن کو عمر فاروقؓ نے کوفہ بھیجا تھا سے دین وعلم اور حدیثِ رسولؐ حاصل کر چکے تھے۔

(منہاج السنۃ ج ۴ ص ۱۲۹)

اہلِ کوفہ نے کون کون سے علوم حاصل کئے؟ صاحب منہاج السنۃ لکھتے ہیں:

فان اهل الکوفة التی کانت دارہ کانوا قد تعلموا الایمان والقرآن وتفسیرہ والفقه والسنة عن ابن مسعود وغیرہ قبل ان یقدم علی الکوفه۔ (منہاج السنة ج۴ ص۱۴۲)	اہلِ کوفہ نے جو حضرت علی کا دارالخلافہ تھا حضرت عبداللہ بن مسعود وغیرہ سے ایمان، قرآن، تفسیر، فقہ، سنت کا علم حضرت علی کی کوفہ تشریف آوری سے پہلے ہی حاصل کر لیا تھا۔

اس لئے تو شارحِ مسلم شیخ الاسلام امام نوویؒ (المتوفی ۶۷۶ھ) لکھتے ہیں:

وھی دار الفضل ومحل الفضلاء (شرح مسلم ج ۱ ص۱۸۵)	کوفہ فضیلت کا گھر اور فضلاء کا محل ہے۔

...

سفیان بن عیینہ (المتوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

خذ والحلال والحرام عن اهل الکوفه۔ (معجم البلدان یاقوت حموی لفظ کوفہ)	حرام اور حلال کے مسائل اہلِ کوفہ سے حاصل کرو۔

صرف یہ نہیں بلکہ علامہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ:

"ستر بدری صحابہؓ اور تین سو بیعتِ رضوان میں شریک ہونے والے صحابہؓ کوفہ میں تشریف فرما ہوئے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص۴ طبع مصر)

حضرت قتادہ سے روایت ہے:

نزل الکوفة الف وخمسون رجلاً من اصحاب النبیّ صلی اللہ علیه وسلم اربعة وعشرون من اهل بدر (فتح القدیر جلد ۱ ص۴۲)	آنحضرتؐ کے صحابہؓ میں سے ایک ہزار اور پچاس صحابہؓ اور ۲۴ بدری صحابہؓ کوفہ میں تشریف فرما ہوتے ہیں۔

کوفہ اور علمِ حدیث | کوفہ علمِ حدیث کا بھی اچھا خاصا مرکز تھا۔ محمد بن سیرین (المتوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

قدمت الکوفة وبها اربعة الاف یطلبون الحدیث۔ (تدریب الراوی ص۲۷۵)	میں کوفہ پہنچا تو وہاں چار ہزار طلبہ حدیث موجود تھے۔

...

...

امیر المومنین فی الحدیث حضرت امام بخاری (المتوفی ۲۵۶ھ) طلبِ حدیث کے سلسلہ میں کوفہ اور بغداد

میں بار بار حاضر ہوتے رہے۔ خود فرماتے ہیں:

لا احصی کم دخلت الی الکوفۃ وبغداد مع المحدثین۔ — میں یہ نہیں گن سکتا کہ میں محدثین کے ساتھ کوفہ و بغداد میں کتنی مرتبہ گیا۔

(مقدمہ فتح الباری ج۲ ص۴۷۹)

...

جہاں ایک ہزار صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ورود مسعود ہوا ہو جہاں ایک ہی وقت میں چار ہزار طالب علم ہوں جہاں سے امام بخاریؒ اپنی علمی پیاس بجھاتے ہوں۔ کس قدر ظلم اور ناانصافی کی بات ہے کہ وہاں کے اکابر، مشائخ، اساتذہ اور مدرسین و مستفیدین کے خلاف صرف امام اعظم ابوحنیفہؒ اور آپ کے متبعین کی عداوت کے پردہ میں خاص نوت صرف کرکے یہ مہم چلائی جائے کہ اہل کوفہ کو حدیث کا علم ہی نہ تھا۔

جابر جعفی یہ بھی کوئی انصاف کی نظر ہے کہ کوفہ کے سینکڑوں محدثین سے تو آنکھیں چرا چھپا جائیں اور صرف جابر جعفی کذاب پر جم جائیں۔ کس قدر نڈر ہیں جو کہتے ہیں "اگر شمع نہ ہوتی تو سورج کی روشنی بھی نہ ہوتی" اگر جابر جعفی نہ ہوتا تو کوفہ والے علم حدیث ہی سے تہی دست ہوتے۔

بوالعجبی اور وہ بھی اس حد تک کہ دنیا کو یہ باور کرایا جا رہا ہے کہ اہل کوفہ کی حدیث دانی کا سرمایہ حیات ہی "جابر جعفی" ہیں۔ انا للہ...

یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو۔ مگر یہ خیال بھی کرنا چاہئے کہ کہیں مسئلہ رفع یدین آمین بالجہر اور فوق الصدر وغیرہ میں سفیان ثوری اور ایسے ہی دیگر محدثین کوفی نہ ہوں۔ اگر کوفی ہونا جرم ہے اور اہل کوفہ علم حدیث سے عاری ہیں تو پھر امام یحییٰ بن سعید القطان، امام یحییٰ بن معین، امام عبداللہ بن مبارک، امام وکیع بن الجراح، امام لیث بن سعد اور امام یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ سب کی نقل روایت کا انکار لازم آتا ہے اور کسی کی نقل بھی صحیح نہیں قرار دی جا سکتی۔

کیا کوئی جواب بن پڑے گا، جب پوچھا جائے کہ ان بزرگوں کی نقل بھی صحیح نہیں تو پھر محدثین میں نقل کس کی صحیح ہے۔ ع

یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو۔

محدثین کوفہ کا بلند علمی مقام اسماء الرجال کی کتب، تاریخ خطیب طبقات سبکی، تذکرۃ الحفاظ، معرفۃ علوم الحدیث، تہذیب التہذیب، اور البدایہ والنہایہ میں کوفہ کے محدثین کی تعداد سینکڑوں سے بھی متجاوز ہے۔ صرف تذکرۃ الحفاظ جلد اوّل ہی کو لے لیجئے جس میں علامہ ذہبی نے "الکوفی" یا "نزیل الکوفہ" کے لقب سے ۲۵۶ھ تک کے ۹۷ محدثین کا تذکرہ کیا ہے جو حفاظ حدیث ہیں اور جن کے نام کے ساتھ "القدوہ" "الامام" "المحدث" اور بعض کے نام کے ساتھ "الحافظ" "الحجہ" "الثقہ" اور کسی کے نام کے ساتھ "شیخ الاسلام"

"محدث الکوفہ" جیسے توصیفی کلمات لگا کر اپنی عقیدت ومحبت کا اظہار کیا ہے جن میں امام ابوحنیفہؒ اور قاضی ابویوسف کا تذکرہ بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کوفہ کے محدثین اور ان کے بلند علمی مقام سے متاثر ہو کر علامہ ترمذی نے بھی اکثر جگہ اہل کوفہ کے مذہب کا ذکر کیا ہے۔

کوفہ ابوحنیفہ کا مولد ہے۔ یہی کوفہ امام اعظم امام ابوحنیفہؒ کا مولد اور اولین درسگاہ ہے۔ جہاں سے ہمیشہ علوم نبوت کی نشر واشاعت ہوئی ہے۔

امام ابوحنیفہؒ تابعی ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ نے اپنے زمانہ میں کوفہ کا کوئی صحابیؓ اور تابعی ایسا نہیں چھوڑا جس سے ملاقات اور کسب فیض نہ کیا ہو۔ علامہ خوارزمیؒ فرماتے ہیں:

اتفق العلماء علی انہ روی عن اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکنھم اختلفوا فی عددھم۔	علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ امام صاحب نے صحابہؓ سے روایات نقل کی ہیں لیکن اسکی تعداد میں اختلاف ہے

(تنسیق النظام صلا)

عبداللہ بن مبارک اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

کفی نعمان فخراً ما رواہ   من الاخبار عن غرر اصحابہ

صحابہؓ سے شرف روایت یقیناً بہت بڑی سعادت ہے۔ مگر جانتے ہوئے بھی نہ ماننے والوں کو کسطرح منوایا جائے۔ جب ان کی نگاہوں میں امام ابوحنیفہؒ کا مسلّم شرف تابعیت بھی کوئی وقعت نہ رکھتا ہو۔

تابعی کی تعریف حالانکہ امام صاحب کی تابعیت قطعی اور یقینی ہے۔ صاحب "نخبۃ الفکر" لکھتے ہیں:

التابعی ھو من لقی الصحابی۔	تابعی وہ ہے جس نے صحابی سے ملاقات کی ہو۔

حافظ ابن حجر مکیؒ نے اس تعریف کو اکثر محدثین کا مسلک قرار دیا ہے۔ (خیرات الحسان)

شیخ ابوالحسنؒ نے حافظ ابن حجر کی تصدیق کرتے ہوئے فرمایا:

"یہی تعریف معتبر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ارشاد میں اس جانب اشارہ کیا ہے: "طوبیٰ لمن رانی ولمن رای من رانی۔" میں کہتا ہوں اس حدیث کی رو سے امام ابوحنیفہؒ تابعین کے رشتہ سے منسلک ہیں۔ (اس کے بعد فرماتے ہیں۔) جن لوگوں نے امام صاحب کے تابعی ہونے کا انکار کیا ہے وہ متعصب اور کم فہم ہیں۔" (نزہۃ الخواطر)

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ادرک الامام ابی حنیفہ جماعۃ من الصحابہ	امام صاحب نے صحابہؓ کی ایک جماعت

لانہ ولد بالکوفۃ سنۃ ثمانین من الھجرۃ وبھا یومئذٍ من الصحابہ عبداللہ بن ابی اوفیٰ فانہ مات بعد ذلک بالاتفاق۔ وبالبصرۃ یومئذٍ انس بن مالک ومات سنۃ تسعین فھو بھذا الاعتبار من التابعین۔

(تنسیق النظام صـ۱)

سے ملاقات کی ہے اور اس وقت کوفہ میں عبداللہ بن ابی اوفیٰ موجود تھے۔ اس لئے کہ بالاتفاق ان کا انتقال ۸۰ھ کے بعد ہوا ہے اور بصرہ میں اس وقت حضرت انسؓ موجود تھے اور ان کا انتقال ۹۰ھ میں یا اس کے بعد ہوا ہے۔ اس وجہ سے امام صاحب تابعین میں سے ہیں۔

...

بلکہ علامہ ابن حجر مکیؒ تو شرح مشکوٰۃ میں یہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

ادرک الامام الاعظم ثمانیۃ من الصحابہ (تنسیق النظام صـ۱)

امام صاحب نے آٹھ صحابہؓ سے ملاقات کی ہے۔

حافظ المزی صاحب کو سنئے۔ فرماتے ہیں:

" امام صاحب کی ملاقات ۲۷ صحابہؓ سے ہوئی ہے۔ (معجم المصنفین صـ۲۳ جلد ۲)

غرضیکہ ائمہ فن خطیب بغدادی، ابن جوزی، مزی، یافعی، عراقی، ذہبی، ابن حجر اور علامہ سیوطیؒ وغیرہ حضرات امام صاحبؒ کی تابعیت پر متفق ہیں۔ (اوستحۃ الجید صـ۴۵)

امام ابوحنیفہؒ کی صحابہؓ سے مرویات ثابت ہیں۔

امام صاحبؒ کیلئے تابعیت یقیناً بہت بڑا شرف ہے۔ نہ ماننے والوں نے جان کر بھی نہ مانا۔ بھلا ضد کا بھی کوئی علاج ہے ؟ جن کے دل کدورت سے پاک ہیں انہوں نے جانتے ہی مان لیا۔ یہاں تک مانا کہ امام ابو معشر عبدالکریم بن عبدالصمد شافعی نے تو امام اعظمؒ کی صحابہؓ سے مرویات کو بھی ایک مستقل رسالہ میں لکھ دیا۔ علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی ان تمام روایات کو اپنے ایک رسالہ " تبییض الصحیفہ " میں جمع کیا ہے۔

شبلی نعمانی سے بھی غلطی ہوگئی۔

تعجب ہے مشہور عالم دین اور صاحب قلم علامہ مولانا شبلی نعمانی جیسے تاریخ دان بھی امام صاحبؒ کی روایت صحابہؓ پر بڑے کھلے انداز سے نکیر کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

" تعجب ہے کہ علامہ عینی شارح ہدایہ بھی اس غلطی کے حامی ہیں .... صاف بات یہ ہے کہ امام صاحب نے صحابہؓ سے ایک روایت بھی کی ہوتی تو سب سے پہلے امام صاحب کے تلامذۂ خاص اس کو شہرت دیتے۔ لیکن قاضی ابو یوسف، امام محمد، عبداللہ بن مبارک

ابونعیم وغیرہ کہ امام صاحب سے مشہور اور با اخلاص شاگرد تھے اور سچ پوچھئے تو انہی لوگوں نے ان کی نام آوری کے سکے بٹھائے ہیں ایک حرف بھی اس واقعہ کے متعلق منقول نہیں۔
(ملخصاً از سیرت النعمان ص۳۴)

ذیل کے چند مستند حوالہ جات کی روشنی میں یہ فیصلہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے کہ شبلی نعمانی کی تحقیق اور دعویٰ کی حقیقت کیا ہے:

۱۔ علامہ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ "تبییض الصحیفہ" کے ص۶ سے ص۹ تک تین روایات قاضی ابویوسف (جو ابوحنیفہؒ کے مشہور تلامذہ اور قابل فخر شاگردوں میں سے ہیں اور علامہ شبلی کی دی ہوئی تلامذہ کی فہرست میں بھی موجود ہیں۔) سے اس طرح نقل کرتے ہیں۔

عن ابی یوسف عن ابی حنیفة سمعت انس بن مالك يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم۔ الخ	امام ابویوسف۔ امام ابوحنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت انس بن مالک سے اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔

۲۔ ملا علی قاری علامہ کردری کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

واصحابه اثبتوه بالاسانيد الصحاح الحسان وهم اعرف باحواله منهم والمثبت العدل اولى من النافی۔ (شرح مسند الامام القاری ص۲۹۵)	اور ان کے شاگردوں نے اس بات (صحابہؓ سے روایت امام) کو صحیح اور حسن سندوں کے ساتھ ثابت کیا ہے اور ثبوت روایت نفی سے بہتر ہے۔

مشہور محدث شیخ محمد طاہر سندی، کرمانی کے حوالے سے لکھتے ہیں:

واصحابه يقولون انه لقى جماعة من الصحابه وروى عنهم۔ (المغنی ص۸۰)	امام اعظم کے تلامذہ کہتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ نے صحابہؓ کی ایک جماعت سے ملاقات کی ہے اور ان سے سماع بھی کیا ہے۔

اس قدر واضح تاریخی حقائق کے بعد کوئی صاحب عقل و بصیرت بھی اس بدیہی حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ امام اعظم کی صحابہؓ سے روایت نقل کرنے والے نیز اس کو شہرت دینے والے ان کے لائق تلامذہ ہی تھے۔

امام صاحب کے شیوخ و اساتذہ | امام صاحب کے اساتذہ و تلامذہ کی تعداد دیگر ائمہ کرام کے اساتذہ و تلامذہ سے زیادہ ہے۔ اساتذہ میں سب سے پہلے حمادؒ کا نام آتا ہے۔ (جو کوفہ کے مشہور امام اور استاد وقت

تھے حضرت انسؓ اور بڑے بڑے تابعین کے فیض صحبت سے مستفید ہوئے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے فقہ کا مدار آپ ہی تھے۔ حماد کی خدمت میں امام ابوحنیفہؒ نے اٹھارہ برس گزارے۔ امام صاحب کو حماد کی صحبت، ان کی فقہی تربیت اور عمر کی پختگی نے یہ بات ذہن میں پختہ کر دی کہ فقہ کی مجتہدانہ تحقیق، حدیث کی تکمیل کے بغیر ناممکن ہے۔ اس لئے امام صاحب نے حد درجہ سعی و اہتمام کے ساتھ حدیث کی تحصیل و تکمیل کی طرف توجہ دی اور تقریباً کوفہ (جس کو فاروق اعظم رضی اللہ کنز الایمان، جمجمۃ العرب یعنی خدا کا علم، ایمان کا خزانہ اور عرب کا سر، راس الاسلام اور راس العرب کہا کرتے تھے۔) میں کوئی ایسا محدث باقی نہ رہا جس کے سامنے امام صاحب نے زانوئے شاگردی طے نہ کیا ہو، آپ کے مشائخ و اساتذہ کا استقصاء تو دشوار اور ناممکن ہے، تاہم صحابہ کرامؓ میں سے انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ اور دیگر شیوخ حدیث میں سے ۹۳ (جن میں اکثر تابعی تھے) خاص کوفہ کے رہنے والے تھے۔ پھر شیوخ کوفہ میں بھی خاص کر امام شعبی، سلمہ بن کہیل، ابو اسحٰق سبیعی، عون بن عبداللہ، سماک بن حرب، عمرو بن مرہ، منصور بن المعتمر اعمش، ابراہیم بن محمد، عدی بن ثابت الانصاری، عطاء بن السائب، موسیٰ بن ابی عائشہ، علقمہ بن مرثد جو بہت بڑے محدث اور سند روایت کے مرجع عام تھے زیادہ مشہور ہیں۔ (سیرت النعمان)

امام صاحب کی تحصیل حدیث کی دوسری بڑی درسگاہ "بصرہ" تھی جو حسن بصری، شعبہ اور قتادہ کے فیض تعلیم سے مالا مال تھی۔ آپ نے تکمیل حدیث کیلئے علوم مذہبی کے اصل مرکز حرمین شریفین کا سفر بھی کیا۔ مکہ معظمہ میں، عطاء بن ابی رباح اور ابن عباس کے غلام و شاگرد عکرمہ کا حلقۂ درس سب سے زیادہ وسیع اور مستند تھا۔

علامہ ذہبی نے ۲۹۰ نفوس سے اور علامہ شامی نے درمختار میں آپ کے اساتذہ کی تعداد چار ہزار بتائی ہے ایک مرتبہ احناف اور شوافع میں مناظرہ ہوا کہ امام شافعیؒ کے ۸۰ اساتذہ شمار میں آئے اور امام صاحب کے چار ہزار (حدائق الحنفیہ ص ۲۷)

آپ کے شیوخ اور مایہ ناز محدثین اساتذہ کی ایک طویل فہرست ہے۔ لہٰذا یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ اس قدر اساتذہ کے ہوتے ہوئے بھی آپ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں۔ اہل بصیرت کے ہاں آپ کو صرف سترہ حدیثوں کا حافظ قرار دینا ایک طفلانہ قول کے سوا اور کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

دیانت داری کا خون "علی العموم ایک غلط فہمی اور مغالطہ یہ بھی دیا گیا ہے کہ آپ کے اساتذہ میں "عبدالکریم" ضعیف ہیں، جبکہ عبدالکریم دو ہیں۔ دوسرے کا نام عبدالکریم الجزری ہے اور اتفاق سے دونوں بعض مشائخ میں شریک ہیں جبکہ امام بخاری کے شیخ عبدالکریم بن ابی المخارق کے مرویات بخاری میں تعلیقاً موجود ہیں۔ اسی طرح ان کے روایات مؤطا امام مالک میں بھی موجود ہیں۔ امام بخاریؒ اور امام مالکؒ کے اختیار کے بعد

عبدالکریم بن ابی المخارق کو ضعیف قرار دینا دیانتداری کا خون ہے۔

فقہ اور حدیث مجلس فقہ اور حدیث میں کچھ زیادہ مغایرت نہیں بلکہ تنہا فقہ کا درس تمام چیزوں کا جامع ہے۔ فقہ کیلئے حدیث کی اہمیت ایک مسلّم امر ہے۔ کیونکہ مجتہد جب الفاظ حدیث پر بحث کرتا ہے تو اس کے ہاں معنیٔ حدیث کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ جبکہ محدثین کے ہاں صرف الفاظ حدیث ہی مقصود بالذات ہوتے ہیں ایک محدث کیلئے اجتہاد و فقہ شرط نہیں جبکہ ایک فقیہ کیلئے قرآن و حدیث پر عبور تام ضروری ہے۔ صاحب ہدایہ فرماتے ہیں :-

ان یکون صاحب حدیث لہ معرفۃ	مجتہد ایسا صاحب حدیث ہو کہ اس کو فقہ
بالفقہ لیعرف معانی الاثار وصاحب	بھی آتا ہو احادیث کا معنیٰ جان سکے اور
فقہ لہ معرفۃ بالحدیث لئلا	صاحب فقہ کیلئے معرفت حدیث ضروری
یشتغل بالحدیث۔ (ہدایہ کتاب القاضی)	ہے تاکہ قیاس میں مبتلا نہ ہو۔

ایک فقیہ تمام نصوص سامنے رکھتا ہے اور سوالات کی نزاکتوں پر بھی اس کی نظر ہوتی ہے۔ تاکہ حدود و شریعت میں ذرہ برابر بھی بال نہ آنے پائے۔ فقہ سے حدیث کا تعلق اور اسکی اہمیت کے پیش نظر امام ترمذیؒ نے اپنے جامع میں بیان فرمایا ہے :

وکذالک قال الفقہاء وھم	فقہاء نے یوں ہی فرمایا ہے کہ وہ ہی حدیث
اعلم بمعنی الحدیث۔	کے معنیٰ زیادہ جانتے ہیں۔

(ترمذی)

ایک مرتبہ کسی سائل کا جواب نہ دے سکنے کی بنا پر محدث اعمشؒ امام ابوحنیفہؒ سے طالب جواب ہوئے جب امام صاحبؒ نے درست جواب دیا تو اعمشؒ نے پوچھا کہاں سے کہتے ہو۔ امام صاحب نے فرمایا اسی حدیث سے جو آپ نے ہم سے بیان کی تھی اس پر اعمشؒ نے فرمایا :

نحن الصیادلۃ وانتم الاطباء۔	ہم عطار ہیں اور آپ اطباء ہیں۔

اہل عقل و بصیرت اور کچھ بھی دینی شعور رکھنے والے تمام مسلمانوں کے نزدیک بھی فقہ بغیر حدیث کے اور محدث بغیر حدیث دانی کے ایک ناممکن العمل امر اور خلاف واقعیات ہے جس کو تسلیم کرنا عقل کا فتور اور روحانی مرض کی واضح دلیل ہے۔

فقہ حنفی صحیح حدیث کے موافق ہے اسی صدی کے شاہکار علماء میں مسلّم اور مایۂ ناز شخصیت حضرۃ مجدد الف ثانیؒ فرماتے ہیں :-

بریں فقیر ظاہر ساختہ اندکہ در خلافیاتِ کلام حق بجانب حنفی است و در خلافیاتِ فقہی در اکثر مسائل حق بجانب حنفی و در اقل متردد۔ (مبدء و معاد ص۳۹)

اس فقیر پر ظاہر ہوا ہے کہ خلافیاتِ علمِ کلام میں حق حنفی مسلک کی جانب ہے۔ اور خلافیاتِ فقہی کے اکثر مسائل میں حق بجانب حنفی ہے اور بہت کم میں تردد ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

عرفنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان فی المذاهب الحنفی طریقۃ انیقۃ هی اوفق الطریق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونصحت فی زمان البخاری۔ (فیوض الحرمین)

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا ہے کہ مذہب حنفی میں عمدہ راستہ ہے اور جو سنت بخاریؒ کے زمانہ میں جمع ہوتی ہے اس سے زیادہ موافق ہے۔ یعنی صحیح حدیث ہے۔

گو حوالہ جات مذکورہ کی حیثیت کشف ہی کی ہے۔ مگر جناب نواب صدیق حسن صاحب فرماتے ہیں:

اگر کشفِ دو کس باہم متوافق شود ظن غالب شود۔ (ریاض المرتاض ص۲۱)

دو بزرگوں کے کشف اگر موافق ہو جائیں تو ظن غالب کا حکم رکھتے ہیں۔

گویا فقہ حنفیہ اور امام ابوحنیفہؒ کے مسلک کے تمام مسائل جہاں ایک طرف عقل کے معیار پر پورے اترتے ہیں وہاں قرآن و حدیث سے بھی پورے طور پر وابستہ ہیں اور یہ حقیقت تب ہی مانی جا سکتی ہے۔ جب امام صاحب کی کامل حدیث دانی اور حدیث فہمی کا اعتراف اور اقرار کیا جائے۔ (باقی آئندہ)

فتاوٰی دار العلوم دیوبند

محشی و مدلل

قدیم و جدید مسائل پر مشتمل عظیم الشان اردو فتاوٰی کا یہ علمی ذخیرہ ہمارے ہاں زیر طبع ہے۔ دار العلوم دیوبند کے مطبوعہ نسخہ کا عکس شائع کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ العزیز طباعت چند ماہ میں مکمل ہو جائے گی۔ کل صفحات تقریباً ساڑھے چار ہزار۔ کاغذ سفید گلیز۔ طباعت عکسی۔ قیمت دس جلد غیر مجلد -/۳۵۰ روپے۔ مجلد پلاسٹک کور -/۴۰۰ روپے۔ خرچہ ڈاک خریدار کے ذمہ ہوگا۔ ۲۹ رجب ۱۴۰۰ھ تک ایک سو روپے پیشگی ادا کرنے پر ایک سو روپے کی رعایت دی جائے گی۔

مکتبہ امدادیہ۔ ٹی بی ہسپتال روڈ۔ ملتان شہر